محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کیا یہ نام آپ سے پہلے رائج نہیں تھا؟

محمد صلاح الدین عمری، ایم اے

اس نام کی عظمت کا کیا کہنا، اس مقدس نام (محمد) کی اہمیت وعظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپؐ کی بعثت سے قبل اس روئے زمین پر کسی کا بھی نام محمد نہیں رکھا گیا۔ آپؐ کا یہ نام تو خدا نے آپ ہی کے لئے مخصوص کر رکھا تھا چنانچہ دنیا میں محمد نام کی سب سے پہلی شخصیت آپؐ ہی کی ہے۔

اس طرح کے جملے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت میں ایک مخصوص ذہن وفکر کے لوگوں سے اکثر سننے میں آتے رہتے ہیں اور ہمارے بعض فاضل مقررین بھی اسے آپ کی ایک امتیازی خصوصیت کی حیثیت سے پیش کرنے میں تامل نہیں کرتے۔

اس مقدس نام کی عظمت واہمیت میں کس کو کلام ہو سکتا ہے؟ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس کو یہ فضیلت محض اس وجہ سے حاصل ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبوب ترین ہستی، محسن انسانیت، پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ آیئے یہ دیکھیں کہ کیا یہ مقدس نام پہلی بار آپ ہی کا رکھا گیا یا آپ سے پہلے بھی اس نام کے افراد پائے گئے ہیں؟

قرآن مجید میں آپ کا نام احمد اور محمد بتایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی کا تذکرہ ان الفاظ میں آتا ہے:-

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ‏ اور یاد کرو عیسیٰ بن مریم کی وہ بات

يٰبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ	جو اس نے کہی تھی کہ "اے بنی اسرائیل!
اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا	میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں
لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ	تصدیق کرنے والا ہوں اس توراۃ کی جو مجھ
وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ	سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے اور بشارت
مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۗ	دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے
فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا	بعد آنے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ مگر جب
هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝	وہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا
(الصف : ۶)	تو انھوں نے کہا یہ تو صریح دھوکا ہے۔

اس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر آپ کی آمد کی خوشخبری سنائی تھی اس میں آپ کا نام احمد بتایا گیا ہے۔ اسی طرح سورہ محمد میں ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا	اور جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے
الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا	نیک عمل کئے اور اس چیز کو مان لیا جو
نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ	محمد پر نازل ہوئی ہے۔ اور ہے وہ سراسر
مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ	حق ان کے رب کی جانب سے۔ اللہ نے
سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ	ان کی برائیاں ان سے دور کر دیں اور
(محمد : ۲)	ان کا حال درست کر دیا۔

احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے کہ محمد کے ساتھ آپ کا نام احمد بھی تھا۔ مسلم اور ابوداؤد میں حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انا محمد وانا احمد والحاشر" (میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں حاشر ہوں)

مستند روایتوں سے ثابت ہے کہ آپ کا نام محمد۔ آپ کے دادا عبدالمطلب نے ساتویں دن عقیقہ کی تقریب کے موقع پر رکھا تھا۔ اس موقع پر موجود حاضرین نے جب

سوال کیا کہ آپ نے اس بچہ کا کیا نام رکھا ہے؟ تو عبد المطلب نے جواب دیا کہ: محمد، انھوں نے پوچھا کہ آپ نے اپنے آباء و اجداد میں مروجہ نام کیوں نہیں رکھے تو عبد المطلب نے کہا میں چاہتا ہوں کہ "اللہ اس کی تعریف آسمان میں اور اللہ کی مخلوق اس کی تعریف زمین میں کرے"[1]

آپ سے محبت و عقیدت ہی کا کرشمہ تو ہے کہ زمانۂ نبوت سے لے کر آج تک امت کے بے شمار بچوں کے نام احمد اور محمد رکھے گئے، خود آپؐ نے صحابہ کے بچوں کے نام محمد رکھے اور اس کی ترغیب دی۔

الاصابہ میں محمد بن انس بن فضالہ کے تذکرہ میں بخاری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ محمد بن انس کو مدینہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپؐ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا "سموہ باسمی ولا تکنوا بکنیتی" (اس کا نام میرے نام پر رکھو اور (لیکن) میری کنیت مت رکھو)[2]

اسی طرح الاصابہ میں محمد بن ابی بکر، محمد بن جعفر، محمد بن طلحہ، محمد بن عمرو بن حزم، محمد بن حاطب اور محمد بن حطاب کے لئے الاغانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان سب کا نام آپؐ نے محمد رکھا[3]

محمد بن طلحہ کے سلسلہ میں صاحب الاصابہ نے ابراہیم بن محمد کی ایک روایت نقل کی ہے کہ جب حمنہ بنت جحش کے یہاں محمد بن طلحہ کی پیدائش ہوئی تو وہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام محمد اور کنیت ابو سلیمان رکھی۔ ابراہیم بن محمد کی ہی ایک اور روایت محمد بن طلحہ کے والد سے نقل کی ہے کہ وہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے تو آپؐ نے ان کا نام محمد رکھا اور فرمایا "وہ ابو سلیمان ہے، میں اس کے لئے اپنا نام اور کنیت، دونوں جمع نہیں کروں گا"[4] محمد بن

---

[1] السیرۃ النبوۃ ج ۱۔ ابن ہشام، حیاۃ سید العرب (ج ۱، ص ۵۶) حسین عبد اللہ، فقہ السیرۃ۔ محمد الغزالی (ص ۳۷-۳۶) [2] الاصابہ فی تمیز الصحابہ (۳، ۳۵۰) ابن حجر عسقلانی [3] ایضاً (۳، ۳۵۵)
[4] الاصابہ (۳، ۳۵۷)

مخلد کا نام بھی آپ ہی نے محمد رکھا[۵]۔

عرب کا پورا لٹریچر اس بات سے خالی ہے کہ حضور سے پہلے کسی کا نام احمد رکھا گیا ہو[۶] لیکن مستند و معتبر مورخین میں تقریباً سب ہی نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ عہد جاہلیت میں عیسائی اور عربوں کی ایک جماعت نے اپنے بچوں کے نام 'محمد' اس امید پر رکھے تھے کہ ان کا بیٹا نبی مبعوث ہو۔ کیوں کہ انھوں نے راہبوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی پیشین گوئی سن رکھی تھی۔ آئیے! کسی قدر تفصیل سے اس کا جائزہ لیں۔

حسین عبداللہ نے اپنی کتاب 'حیاۃ سید العرب' میں عسقلانی کی فتح الباری اور الاصابہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ عہد جاہلیت میں سولہ[16] افراد نے اپنے بچوں کے نام 'محمد' اس امید پر رکھے تھے کہ نبی مبعوث انھیں کا بیٹا ہو۔ کیوں کہ عربوں نے اپنے شام کے سفروں میں کاہنوں اور راہبوں سے سن رکھا تھا کہ اس زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام محمد ہوگا[۷]۔ اس کے بعد مولف نے ان ناموں کی تفصیل بھی دی ہے۔

اس سلسلہ میں خلیفہ بن عبد المنقری کی ایک روایت کو اکثر مورخین نے نقل کیا ہے کہ:

"میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ بن سوار التمیمی سے سوال کیا کہ تمہارے والد نے تمہارا نام 'محمد' کیسے رکھا؟ محمد بن عدی نے جواب دیا کہ یہی سوال میں نے اپنے والد سے کیا تھا جس کا جواب انھوں نے یہ دیا کہ: بنی تمیم کے ہم چار افراد (میں، سفیان بن مجاشع بن دارم تمیمی، یزید بن عمرو بن ربیعہ تمیمی اور اسامہ بن مالک بن جندب (یا ابن حبیب) بن عنبر تمیمی) ابن جفنہ غسانی سے ملاقات کرنے کی غرض سے نکلے۔ شام پہونچ کر ہم ایک تالاب کے قریب جہاں کچھ درخت اگے ہوئے تھے، ٹھہر گئے۔ وہیں قریب ہی ایک گرجا گھر تھا جس میں پادری بھی موجود تھا۔ ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ یہاں پر نہانے دھونے کے بعد کپڑے بدل کر

---

۵ الاصابہ (۲، ۳۶۳) ۶ تفہیم القرآن (۵ - ۴۶۱) مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ۔
۷ حیات سید العرب (جلد ۱، ص ۵۷) حسین عبداللہ۔

ابن جفنہ سے ملنے جلیں گے۔ ہماری گفتگو سن کر پادری ہمارے قریب آگیا اور بولا کہ "آپ لوگوں کی گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اس ملک کے باشندے نہیں ہیں۔ ہم نے جواب دیا کہ" ہم مضری قوم کے افراد ہیں۔ وہ بولا "مضر میں کس خاندان سے ؟ ہم نے کہا: خاندان خندف کے۔ پادری پھر بولا کہ "عنقریب ہی تمہارے یہاں ایک نبی مبعوث ہوگا، تم سب کو چاہئے کہ فوراً اس پر ایمان لے آؤ، اسی میں تم سب کی بہتری ہے۔ ہم نے پوچھا" اس کا نام کیا ہوگا ؟ وہ بولا: "محمد"۔ چنانچہ جب ہم ابن جفنہ سے مل کر واپس آئے تو ہم میں سے ہر ایک کے یہاں بچہ پیدا ہوا، اور ہم سب نے اپنے اپنے بچوں کے نام "محمد" رکھ لئے[۸]۔

اس روایت کے ساتھ ہی محمد بن عدی کے بارے میں مورخین نے لکھا ہے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف صحبت حاصل ہے۔ چنانچہ ابن سعد، البغوی اور ابن السکن وغیرہ نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن محمد بن یزید اور محمد بن سفیان کے سلسلہ میں مورخین کا خیال ہے کہ وہ عہد نبوی تک زندہ نہیں رہے[۹]۔

اسی طرح بلاذری نے ان لوگوں میں، جن کا نام عہد جاہلیت میں "محمد" رکھا گیا محمد بن عقبہ بن احیحہ، اور محمد بن احیحہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ صاحب اصابہ لکھتے ہیں کہ: میں نہیں کہہ سکتا کہ محمد بن عقبہ بن احیحہ اور محمد بن احیحہ ایک ہی شخص کا نام ہے یا محمد بن احیحہ، محمد بن عقبہ بن احیحہ کے چچا ہیں۔ اس ضمن میں انھوں نے ابو عبداللہ محمد بن یحیٰی کی ایک روایت نقل کی ہے کہ" احیحہ کے ایک بیٹے کا نام عقبہ تھا اور عقبہ کے بیٹے کا نام محمد تھا۔ انھیں محمد کی بیٹی مشہور صحابی فضالہ بن عبید کی والدہ ہیں، محمد کے بیٹے کا نام منذر تھا جو بئر معونہ میں شہید ہوا اس لئے ظاہر ہے کہ محمد بن عقبہ کا انتقال قبل اسلام ہی ہوگیا تھا[۱۰]۔

---

۸ الاصابہ (۳، ۶۰-۳۵۹) کتاب المحبر (ص ۱۳۰) ابو جعفر محمد بن حبیب البغدادی، الوفا باحوال المصطفیٰ (۱، ۶۴-۱۴۷) ابو الفرج عبدالرحمٰن ابن جوزی ۹ الاصابہ، (ج ۳، ص ۶۰-۳۵۹) ۱۰ الاصابہ (۳، ۳۶۰)

صاحب اسد الغابہ نے محمد بن احیحہ بن الجلاح کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔ اسی کے تحت عبدان کی یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ "یلغنی ان اول من سمی محمدا محمد بن احیحۃ" (مجھ تک یہ بات پہونچی ہے کہ سب سے پہلے جن کا نام محمد رکھا گیا وہ محمد بن احیحہ ہیں) انھوں نے ان کو بھی محمد بن عدی کی حدیث میں شمار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ وہ (محمدون) جن کے والدین نے ان کے نام محمد اس امید پر رکھے تھے کہ ان کا بیٹا نبی مبعوث ہو، ان میں محمد بن سفیان بن مجاشع، محمد بن برار اخوبنی عتوارہ بن بنی لیث، محمد بن احیحہ اخو بنی جحجبا، محمد بن حمران بن مالک الجعفی، محمد بن خزاعی بن علقمہ بن محارب بن مرۃ بن فالج، اور محمد بن عدی بن ربیعہ بن جشم بن سعد کے نام آتے ہیں۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ سفیان بن مجاشع، اور جن افراد کا تذکرہ اس حدیث میں ہے وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پہلے کے لوگ ہیں۔ ان میں احیحہ بن جلاح نے ام عبد المطلب سے شادی کی تھی، اس لئے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ اس کے بیٹے محمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہو[۱]

صاحب اسد الغابہ نے محمد بن عدی کی حدیث میں ابونعیم اور ابوموسیٰ کی روایت سے محمد بن عدی بن ربیعہ، محمد بن احیحہ، محمد بن حمران بن مالک الجعفی، اور محمد بن خزاعی بن علقمہ کو شمار کیا ہے۔ لیکن ان کی صحبت سے انکار کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ انھوں نے محمد بن عدی بن ربیعہ کی صحبت سے بھی انکار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بہت پہلے کے ہیں[۲]

ابن حجر نے الاصابہ میں محمد بن برار اخوبنی عتوارہ، محمد بن حرماز بن مالک، محمد الاسدی محمد عقیمی اور محمد بن مسلمۃ الانصاری کو بھی عہد جاہلیت کے محمدون میں شمار کیا ہے۔ محمد بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن مجدعۃ کی بحث میں واقدی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ان کی پیدائش بعثت

---

۱ اسد الغابہ (ج ۴، ص ۱۳۱) ابن الاثیر ۲ اسد الغابہ (۴، ۲۶ - ۳۲۵)

سے بائیس سال قبل ہوئی ۔ اوران کا شمار عہد جاہلیت میں محمد نام رکھے جانے والوں میں ہوتا ہے ۔ کنیت ابوعبداللہ اور ابوسعید ہے ۔ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بھی روایت کی ہیں ۔ ابن عبدالبر کے مطابق ان سے ان کے بیٹے محمود، ذؤیب، مسور بن مخزمہ، سہیل ابن ابی حثمہ، ابوبردہ بن ابی موسیٰ، عروہ، اعرج، اور قبیصہ بن حصن وغیرہ نے روایت کی ہے ۔ ابن شاہین نے عبداللہ بن سلیمان ابن الاشعث کی ایک روایت بیان کی ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوئے اوران کو شرف صحبت حاصل ہے ابن شاہین نے ہشام سے محمد بن مسلمہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلوار دے کر فرمایا کہ اس (تلوار) سے مشرکین سے اس وقت تک جنگ کرتے رہو جب تک وہ آمادۂ جنگ رہیں ۔ اور جب تم میری امت کو آپس میں جدال وقتال کرتے ہوئے دیکھو تو اس تلوار کو اتنی زور سے پٹخنا کہ وہ ٹوٹ جائے ۔ اور (اس کے بعد) اپنے گھر میں بیٹھ رہنا یہاں تک کہ کوئی تم پر دست درازی کرے یا تم کو موت آجائے ابن سعد نے کہا ہے کہ محمد بن مسلمہ، سعد بن معاذ سے قبل مصعب بن عمیر کے ہاتھوں پر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور ابوعبیدہ کے درمیان مواخات بھی قائم کی تھی ۔ وہ بدر اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے علاوہ غزوہ تبوک کے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ میں ٹھہرنے کی اجازت دے دی تھی ۔ (اسی قسم کی روایت صاحب اسدالغابہ نے بھی روایت کی ہے) صاحب الاصابہ نے واقدی ہی کی روایت لکھی ہے کہ ان کا انتقال مدینہ میں ۷۷ سال کی عمر میں ۴۶ھ میں ہوا[13] ۔ واقدی کی اس روایت اور ان کی سن پیدائش کی روایت میں تضاد ہے ۔ اسی طرح کی ایک اور روایت مدائنی اور جعفر بن محمود بن محمد بن مسلمہ سے منقول ہے کہ ان کی وفات ۴۳ھ میں ہوئی ۔ لیکن ابن ابی داؤد اور یعقوب بن سفیان کے مطابق ان کو شام والوں نے گھر میں گھس کر قتل کیا تھا ۔

---

[13] الاصابہ (۳، ۴۔۶ ۳۶۲)

حافظ محمد بن طاہر ابن القیسرانی نے اپنی کتاب "کتاب الجمع بین ابی نصر الکلاباذی وابی بکر الاصبہانی فی رجال البخاری و مسلم" میں، محمد بن مسلمہ انصاری کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے بدر میں شرکت کی اور بخاری نے عروہ بن زبیر سے مروی ان کی ایک حدیث کتاب الدیات میں لکھی ہے۔ اسی طرح مسلم نے مسور بن مخرمہ سے مروی ان کی حدیث کو کتاب الدیات میں نقل کیا ہے۔ ان کا انتقال جعفر بن محمود کے بیان کے مطابق صفر ۴۳ھ میں ہوا۔[۱۴]

ابو جعفر محمد بن حبیب بغدادی نے اپنی کتاب "کتاب المحبر" میں قبل اسلام محمدون کا ایک عنوان قائم کر کے، اس کے تحت، شام میں راہب سے ملاقات اور گفتگو کے واقعہ کے تذکرہ کے بعد "محمد" نام رکھے جانے والوں میں محمد بن سفیان، محمد بن براد بن عتوارہ بن عامر، محمد بن خزاعی بن علقمہ (یہ واقعۂ فیل میں ابرہہ کے لشکر میں شامل تھے) محمد بن حمران بن مالک، محمد بن عقبہ بن احیحہ، محمد بن مسلمہ الانصاری اور محمد بن حرماز بن مالک کو شمار کیا ہے۔[۱۵]

اسی طرح امام ابو الفرج ابن جوزی نے اپنی کتاب "الوفا باحوال المصطفیٰ" میں خلیفہ بن عبدۃ المنقری کی روایت میں محمد بن عدی، محمد بن سفیان بن مجاشع، محمد بن یزید بن عمرو، اور محمد بن اسامہ بن مالک کا تذکرہ کیا ہے[۱۶] اور ساتھ ہی شرح مواہب کے حوالہ سے ان محمدون کی تعداد بیس بتائی ہے (ج ۱، ص ۱۰۵)

صلاح الدین الصفدی نے اپنی کتاب "الوافی بالوفیات" میں لکھا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں عیسائی اور عربوں کی ایک جماعت نے اپنے بیٹوں کے نام محمد اس لئے رکھے تھے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی پیشین گوئی اس وقت کے علماء سے مل چکی تھی۔

---

[۱۴] کتاب الجمع بین ابی نصر الکلاباذی وابی بکر الاصبہانی فی رجال البخاری و مسلم (۲، ۴۴۳، ۴۴۲)
حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر بن علی المعروف با بن القیسرانی۔

[۱۵] کتاب المحبر ص ۱۳۰ ۔ ابو جعفر محمد بن حبیب البغدادی

[۱۶] الوفا باحوال المصطفیٰ (ج ۱، ص ۴۷ - ۴۶) عبد الرحمٰن ابن جوزی

چنانچہ وہ اپنے بیٹوں کے نام اس امید پر محمد رکھتے کہ ان کا بیٹا ہی نبی ہو۔ ایسے لوگوں میں محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم التمیمی، محمد بن دَبر اخوبنی عنوارہ، محمد بن احیحہ، محمد بن خزاعی محمد بن حمران اور محمد بن مسلمہ انصاری کے نام آتے ہیں۔[۱۷]

ابوالحسن علی بن یوسف القفطی نے 'المحمدون من الشعراء' میں لکھا ہے کہ:

"اسم محمد قبل اسلام ہی سے اہمیت و مرتبہ کا حامل رہا ہے۔ چنانچہ ابن حبیب البغدادی (م ۲۴۵ ھ) نے تذکرہ کیا ہے کہ جن کا نام عہد جاہلیت میں محمد رکھا گیا۔ ان کی تعداد سات ہے۔ اور انھوں نے اپنی کتاب میں ان ناموں کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اس کا باب اس طرح قائم کیا ہے۔" **المسمون بمحمد لما کان یبلغھم انہ یبعث فی العرب نبی یقال لہ محمد فجعل اللہ النبوۃ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم**" (وہ لوگ جن کے نام محمد اس وجہ سے رکھے گئے کہ ان کو اس بات کی خبر پہونچی تھی کہ عرب میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام محمد ہوگا۔ لیکن۔ اللہ نے نبوت کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقدر کر دیا۔[۱۸]

قطفی نے اپنی اس کتاب کے مقدمے میں ایک عنوان قائم کیا ہے" **الشاعر الجاھلی الذی سمی محمدا**" (محمد نام کا جاہلی شاعر) اور پھر اس کے تحت لکھتے ہیں کہ عہد جاہلیت میں محمد نام کا سب سے پہلا شاعر محمد بن حُمران ابن ابی حمران الجعفی الشویعر ہے۔ اس میں اور جاہلی دور کے مشہور شاعر امرؤالقیس میں بحث و مباحثہ اور سخت کلامی بھی ہوئی تھی[۱۹]

آگے چل کر شعراء کے تذکرہ میں وہ محمد بن حمران بن ابی حمران الجعفی (ملقب بہ الشویعر)

---

[۱۷] الوافی بالوفیات (ج ۱، ص ۵۵) صلاح الدین الصفدی

[۱۸] مقدمہ، المحمدون من الشعراء (ج ۱، ص ۸ - ۷) ابوالحسن علی بن یوسف القفطی

[۱۹] مقدمہ، المحمدون من الشعراء (ج ۱، ص ۱۲) ابوالحسن علی بن یوسف القفطی

کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کا لقب شویعر اس لئے پڑگیا کہ اس کے بارے میں امراء القیس نے اپنے ایک شعر میں یہی نام استعمال کیا ہے۔ (واضح ہو کہ شویعر کم درجہ کے شاعر کو کہتے ہیں) جس میں وہ کہتا ہے:

أبلغا عنی الشویعر أنی عمد عین، نکبتهن حزیما

(یعنی شویعر کو میری جانب سے یہ خبر پہنچادو کہ میں نے انتہائی خود اعتمادی اور ہوشیاری کے ساتھ ان سب کو راستے سے ہٹا دیا ہے) اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ ان کا شمار عہد جاہلیت میں 'محمد' نام رکھے جانے والوں میں ہوتا ہے۔ اس کے اشعار ملاحظہ ہوں ؎

بلّغ بنی حمران أننی عن عدا وتکم غنی

یکفیك نعی الأبلج الجبار ان نزل النضی

فی بحزه منقضا کنبط السیح السّرمی[۲۰]

(بنی حمران کو خبر دیدو کہ میں تمہاری عداوت سے بے پرواہوں، مجھ کو ایک ہی دست سرکش کی موت کی اطلاع کافی ہے۔ اگر تیر اس کے سینہ کو توڑتا ہوا اتر جائے جس طرح تیز بارش کے پانی سے بھرے ہوئے چشمہ میں ابال پیدا ہوتا ہے)

لیکن صاحب الاصابہ نے محمد بن حمران شویعر کے تذکرہ میں اس کے ان اشعار کو اس طرح لکھا ہے جو زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں۔

بلغ بنی حمران انی عن عدا وتکم غنی

فی بحرة منقبضا کتقبض السیح السرمی[۲۱]

(بنی حمران کو خبر دیدو کہ میں تمہاری عداوت سے قطعی بے نیاز ہو کر اپنے شہر میں تیزی سے بھاگا چلا جارہا ہوں اور میری حالت اس درندہ کی سی ہے جو سنگباری (یا تیز بارش اور

---

[۲۰] المحمدون من الشعراء (ج ۱، ص ۶۹ - ۲۶۸)

[۲۱] الاصابہ (۳، ۴۸۵)

گرج چمک) سے اپنے بدن کو سکیڑ لیتا ہے۔

ابن ماکولا نے اپنی کتاب 'الاکمال فی رفع الارتیاب' میں شویعر کا تذکرہ الشاجی کے عنوان کے تحت کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ شاجی کا نام محمد بن حمران بن ابی حمران بن معاویہ بن حارث بن مالک بن عوف بن سعد بن حریم بن جعفی بن الشاجی بن سعد ہے۔ وہ شاعر ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کا نام عہد جاہلیت میں محمد رکھا گیا۔ ان کا لقب شویعر ہے۔ لقب کی وجہ انھوں نے بھی وہی لکھی ہے[۲۲]

صاحب لسان العرب نے بھی جاہلیت کے محمدون کی تعداد سات بتاتے ہوئے ان میں محمد بن سفیان بن مجاشع تمیمی، محمد بن عتوارۃ اللیثی، محمد بن احیحہ بن الجلاح الاوسی، محمد بن حمران بن مالک الجعفی المعروف بالشویعر، محمد بن مسلمہ الانصاری اخو بنی حارثہ، محمد بن خزاعی بن علقمہ، اور محمد بن حرماز بن مالک التیمی العمری کے نام لئے ہیں۔ لسان العرب میں بھی محمد بن حمران کے لقب کی وجہ وہی لکھی ہے جو قفطی نے المحمدون من الشعراء میں لکھی ہے شویعر کے چند اشعار بھی نقل کئے گئے ہیں جو المحمدون میں منقول اشعار کے علاوہ ہیں۔

أتتني أمور فكذبتها ‍ ‍ ‍ ‍ وقد نُميت لي عاما فعاما

بأنّ امرأ القيس أمسى كئيبا ‍ ‍ ‍ ‍ على آله، ما يذوق الطعاما

لعمر أبيك الذي لا يهان ‍ ‍ ‍ ‍ لقد كان عرضك منّي حراما

وقالوا: هجوت ولم أهجه ‍ ‍ ‍ ‍ وهل يجدن فيك هاجٍ مراما؟[۲۳]

(میرے روبرو کچھ ایسے امور آئے جن کو میں نے جھٹلا دیا اور میرے ذہن میں سال بہ سال یہ بات مضبوط ہوتی گئی کہ امرأ القیس دل شکستہ، اور جزع وفزع میں پڑ گیا ہے، وہ کچھ کھاتا پیتا نہیں۔ تیرے اس باپ کی قسم! جس کو حقیر نہیں سمجھا جاتا، تیری آبرو کی پردہ دری

۲۲؎ الاکمال فی الارتیاب (ج ۵، ص۱۳۹)۔ ابن ماکولا

۲۳؎ لسان العرب (ج ۳، ص۱۵۸-۱۵۷)۔ ابن منظور

میرے لئے حرام ہے۔ اور لوگوں نے کہا: کہ تونے ہجو کی جب کہ میں نے اس کی ہجو نہیں کی۔ اور کیا تیری ہجو کرنے والا مقصد کو پا سکتا ہے؟)

ان سب روایتوں کو سامنے رکھ کر ہم کو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی کہ زمانۂ جاہلیت میں تقریباً ایک درجن سے زائد ایسے افراد موجود تھے جن کا نام محمد تھا۔ ان روایتوں سے اس بات کا ثبوت بھی فراہم ہو جاتا ہے کہ ان میں سے بیشتر کے والدین نے اپنے بچوں کے نام محمد اس امید پر رکھے تھے کہ ان کا بیٹا ہی نبی مبعوث ہو۔ سبھی روایتوں پر غور کرنے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ان کے راویوں اور مورخین میں جو کچھ بھی اختلاف ہے وہ قطعاً اس بات پر نہیں ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں یہ نام معروف تھا یا نہیں بلکہ ان میں اختلاف صرف اس بات پر ہے کہ ان محمدوں میں سے کس کس کو شرف صحبت حاصل ہے۔ اور کون کب مشرف بہ اسلام ہوا؟۔ ان روایتوں کی روشنی میں ہم زمانۂ جاہلیت کے محمدوں کی فہرست اس طرح مرتب کر سکتے ہیں۔ (۱) محمد بن عدی۔ (۲) محمد بن سفیان (۳) محمد بن یزید (۴) محمد بن اسامہ (۵) محمد بن عقبہ (۶) محمد بن احیحہ (۷) محمد بن برار (۸) محمد بن حمران شویعر (۹) محمد بن خزاعی (۱۰) محمد بن مسلمۃ انصاری (۱۱) محمد بن حرماز العمری (۱۲) محمد بن دبر (۱۳) محمد بن عتوارۃ (۱۴) محمد الاسدی (۱۵) محمد الفقیمی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ادارہ تحقیق و تصنیف کے اہم انگریزی کتابچے

(1) ISLAM—THE UNIVERSAL TRUTH 3/-
(2) ISLAM AND THE UNITY OF MAN KIND 3/-
By. Maulana Syed Jalaluddin Umri.
(3) PITFALLS ON THE PATH OF ISLAIC MOVEMENT 4/-
(4) HOW TO STUDY ISLAM 3/-
By. Maulana Sdruddin Islahi